Al-Qawārīr - Vol: 07, Issue: 01,
Oct – Dec 2025

OPEN ACCESS
Al-Qawārīr
pISSN: 2709-4561
eISSN: 2709-457X
Journal.al-qawarir.com

خواتین کا معاشی استحکام اور بااختیاری: سیرتِ نبوی ﷺ کی روشنی میں پاکستانی معاشرے کا تجزیاتی جائزہ

Economic Empowerment and Stability of Women: An Analytical Study of Pakistani Society in the Light of the Prophetic (ﷺ) Seerah

Saadia Begum
Visiting Lecturer, Department of Seerat, International Islamic University, Islamabad, Pakistan.

ABSTRACT

Every year, a report on global gender discrimination is presented by the World Economic Forum as part of a survey, the aim of which is to clarify the data of gender discrimination in different countries of the world. After knowing the problems, in the light of the Prophet's biographical, the solution for women's economic empowerment will be presented. In this research, inferential and descriptive methods (documentary studies) will be used. This study aims at investigating economic empowerment of Pakistani Woman through analyzing the data for the Pakistan that are included in the Global Gender Gap Reports for the years (2015-2022).Obstacles, such as societal, cultural, family restrictions, work environment or spouse and child related barriers will also be specifically examined. Similarly, a joint national plan between government and civil society organizations will also be discussed to remove misconceptions about women's empowerment and promote their economic reality in the light of the Prophet's biographical. Apart from this, there will be a discussion regarding promoting women's self-confidence and coping with social and psychological pressures faced by women.

Keywords: *Women's empowerment, Women's economic empowerment, Women's work in Islam.*

تعارف موضوع

خواتین کو معاشی طور پر بااختیار بنانے سے مراد یہ ہے کہ انتظامی، تنظیمی، پیشہ ورانہ ملازمتوں، کمائی گئی دولت اور اجرت میں مرد و عورت دونوں برابر ہیں۔ حقوق نسواں کی تحریک نے ایک نئ اصطلاح متعارف کرائی ہے جسے "feminization of poverty" کہا جاتا ہے، جس کا مطلب ہے کہ خواتین میں غربت کی شرح مردوں کے مقابلے میں بہت زیادہ ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ خواتین اکثر بلا معاوضہ کام کرتی ہیں، جیسا کہ اپنے بچوں کی پرورش، گھر کا کام کرنا وغیرہ۔ جب کہ زیادہ تر مرد تنخواہ پر

کام کرتے ہیں، جس کی وجہ سے پیسہ صرف مردوں کے ہاتھوں میں مرکوز ہو چکا ہے۔ اس کے علاوہ اگر عورت کوئی کام کرنا چاہتی ہے تو اس اکثریتی ماڈل میں عورت کو اپنے تمام معاملات میں شوہر سے اجازت لینا ضروری قرار دیا جاتا ہے۔ خواتین کو معاشی طور پر بااختیار بنانا اس وقت تک حاصل نہیں ہو سکتا جب تک کہ ان کی باقاعدہ نجی آمدنی نہ ہو۔

جدید دنیا میں عورت کو معاشی طور پر بااختیار بنانے کے حوالے سے چھ سٹریٹجک اہداف طے کیے گئے ہیں، جن میں خواتین کے معاشی حقوق اور معاشی آزادی کو بڑھانا، ملازمت کے مناسب مواقع تک رسائی دینا، اقتصادی وسائل پر کنٹرول، تجارت، خدمات فراہم کرنے کے علاوہ کاروبار، تربیت، بازاروں تک رسائی، ٹیکنالوجی، پیشہ ورانہ علیحدگی اور نوکری و ملازمت کے حصول میں ہر قسم کے امتیاز کو ختم کرنا شامل ہے۔ اس کے علاوہ خواتین اور مردوں کے لیے خاندانی ذمہ داریوں میں ہم آہنگی کو فروغ دینا بھی بنیادی ہدف قرار دیا گیا ہے۔[1]

خواتین کو بااختیار بنانے کے بہت سے پہلوؤں، خاص طور پر تعلیم اور صحت میں پیش رفت کے باوجود، اس حوالے سے ایک جامع لائحہ عمل، قانون سازی اور عملی صورتوں کی ضرورت اب بھی موجود ہے۔ لہٰذا اس آرٹیکل میں اس سوال کا جواب دینے کی خاص طور پر کوشش کی جائے گی کہ: پاکستان میں خواتین کو معاشی طور پر بااختیار بنانے کے سب سے اہم عوامل کیا ہیں؟

اس آرٹیکل کو چار اہم حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے: پہلا حصہ مطالعہ کے عمومی فریم ورک کا احاطہ کرتا ہے، دوسرے حصے میں نظریاتی فریم ورک، اس کے بعد خواتین کے اقتصادی بااختیار بنانے کے انڈیکس کو متاثر کرنے والے عوامل کا معیاری تخمینہ، پھر پیش کردہ ماڈل کے نتائج کا جائزہ، اور آخر میں نتائج اور سفارشات کا ذکر کیا گیا ہے۔

ضرورت واہمیت

پاکستانی معاشرے میں خواتین کی معتد بہ تعداد مردوں کے مقابلہ میں تقریباً نصف سے زائد حصہ پر مشتمل ہے۔ ماضی میں حاصل ہونے والی کچھ پیش رفت کے باوجود، معاشی سرگرمیوں، ترقی اور فلاح و بہبود کی پیمائش کی سطح میں ان کا حصہ ممکنہ سطح سے بہت کم ہے، جس کے سنگین معاشی نتائج ہیں۔ لیبر مارکیٹس اب بھی جنس کی بنیاد پر تقسیم ہے، ایسا لگتا ہے کہ صنفی مساوات کے عمل میں پیش رفت درحقیقت رک گئی ہے، کیونکہ لیبر مارکیٹ میں خواتین کی شرکت اب بھی مردوں کے مقابلے میں کم ہے، اور زیادہ تر خواتین بلا معاوضہ کام کرتی ہیں۔ لیبر مارکیٹ میں بگاڑ اور امتیازی سلوک نے، بامعاوضہ ملازمت کے اختیارات کو محدود کر دیا ہے، اس کے علاوہ خواتین کی نمائندگی اعلیٰ عہدوں اور صنعت کاری کے شعبے میں بھی کم ہے۔ اس لیے تحقیق نگار نے اس موضوع کی اہمیت اور حساسیت کے پیش نظر یہ ضروری سمجھا کہ اس حوالے سے پاکستانی معاشرے میں عورت کو درپیش

معاشی مسائل کا خصوصی مطالعہ کیا جائے، جو نہ صرف یہ کہ پاکستانی خاتون کے ساتھ ہونے والے صنفی امتیاز کی نشاندہی کرتا ہو بلکہ ان کو معاشی طور پر مضبوط بنانے کے لیے سیرت نبوی ﷺ کی سنہری تعلیمات پر مشتمل ایک دستاویز کا بھی کام دے۔

سوالِ تحقیق

* عالمی اقتصادی فورم کی سروے رپورٹ پاکستانی خواتین کی معاشی حالت سے متعلق کیا تجزیہ پیش کرتی ہیں؟

* عورت کے معاشی استحکام کے حوالے سے اسلام کی اصولی تعلیمات کون سی ہیں؟

* خواتین کو معاشی طور پر بااختیار بنانے کی راہ میں حائل رکاوٹیں کون سی ہیں؟

* خواتین کو معاشی طور پر بااختیار بنانے کی راہ میں حائل رکاوٹوں کا سدباب کیسے ممکن ہے؟

مقاصدِ تحقیق

* عالمی اقتصادی فورم کی جانب سے پیش کی گئی رپورٹس کی روشنی میں پاکستانی خواتین کی معاشی حالت کی توضیح

* عورت کے معاشی استحکام کے حوالے سے اسلام کی اصولی تعلیمات کا بیان

* خواتین کو معاشی طور پر بااختیار بنانے کی راہ میں حائل رکاوٹوں کا ذکر کرنا

* خواتین کو معاشی طور پر بااختیار بنانے کی راہ میں حائل رکاوٹوں کا حل پیش کرنا۔

مرد و عورت کسی بھی معاشرے کی دو بنیادی اکائیاں ہیں، معاشرے کی ترقی کے لیے ضروری ہے کہ ان دونوں اکائیوں کو مضبوط بنانے کے لیے مؤثر ترین اقدامات کیے جائیں۔ پاکستانی عورت کے مسائل، ان کی معاشی حالت کو متاثر کرنے والے عوامل کی نہ صرف نشاندہی کرنا بلکہ اس کا سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں راہِ حل پیش کرنا اس تحقیق کا اہم ترین مقصد ہے۔

تحقیق کی جدت وندرت

اس آرٹیکل کو سابقہ تحقیقات سے جو چیز ممتاز کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اس میں خواتین کے معاشی بااختیار ہونے کے انڈیکس کا تخمینہ لگایا گیا ہے اور مناسب معیاری ماڈلز کا استعمال کرتے ہوئے اس پر اثر انداز ہونے والے عوامل کا تجزیہ کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ عالمی اداروں نے پاکستانی خواتین سے متعلق جو مسائل ذکر کیے ہیں ان کا سیرت نبوی ﷺ کی روشنی میں حل پیش کیا گیا ہے۔ محقق کے علم کے مطابق اس حوالے سے یہ پہلا کام ہے۔

نظریاتی تناظر

اقتصادی نظریہ اس بات کی نشاندہی کرتا ہے کہ خواتین کی خود مختاری اور ترقی کے درمیان ایک باہمی تعلق ہے۔ خواتین کو بااختیار بنانے کا نظریہ: "سماجی سرمائے کا تصور" کی بنیاد پر قائم ہے۔ خواتین کو بااختیار بنانا، بہت سے حکومتی ترقیاتی منصوبوں اور اقوام متحدہ کے ساتھ منسلک منصوبوں کا بنیادی مقصد قرار دیا جاتا ہے، جس کی وجہ یہ ہے کہ عالمی بینک کی طے کردہ تعریف کے مطابق کسی بھی معاشرے کو معاشی طور پر مضبوط کرنے کے لیے ضروری ہے کہ وہاں کی خواتین کی معاشی حالت کو بہتر کیا جائے۔ خواتین کو معاشی طور پر مضبوط بنانے سے نہ صرف یہ کہ کسی بھی معاشرے کی عورتوں کی معاشی حالت بہتر ہوتی ہے بلکہ یہ اقدام پورے معاشرے کے مثبت پہلو کی عکاسی کرتا ہے۔ لیکن اب تک نہ تو عالمی بینک اور نہ ہی کوئی ترقیاتی ادارہ خواتین کو بااختیار بنانے کی سطحوں میں ہونے والی تبدیلیوں کی صحیح جانچ پڑتال اور اس کے حل کے لیے کوئی درست پیمانہ تیار کر سکا ہے، جس کی بنیادی وجہ یہ ہے کہ اس حوالے سے جانچ پڑتال کے جو پیمانے یا ضوابط استعمال کیے جاتے ہیں وہ خود کسی واضح اور ٹھوس بنیاد پر قائم نہیں کیے گئے، یا یوں کہا جا سکتا ہے کہ کسی بھی معاشرے کا اپنا نظریاتی و تاریخی پس منظر ہوتا ہے، جو کسی بھی اصول و ضابطہ کے قیام میں انتہائی اہمیت کا حامل ہوتا ہے، جب تک اس پس منظر کو نہ سمجھا جائے تب تک کسی بھی مسئلہ کے حل کے لیے دوٹوک اور واضح راہ حل پیش کرنا مشکل ہوتا ہے۔

بہر حال (2015-2022) کے لیے، گلوبل جینڈر گیپ رپورٹ (ورلڈ اکنامک فورم، 2022) نے (145) ممالک کے لیے صنفی فرق کو ختم کرنے کی صلاحیت کے لحاظ سے چار بنیادی شعبوں میں تقسیم کیا ہے: اقتصادی شراکت، تعلیمی حصول، صحت اور سیاسی شرکت۔ رپورٹ میں اشارہ کیا گیا کہ ان خلا کو ختم کرنے سے خواتین کی بااختیاریت میں اضافہ ہوتا ہے۔

ترقی کے بدلتے تصورات اور ترقی کے عمل میں سماجی جہت پر مسلسل زور دینے کی ضرورت پر توجہ دینے کی وجہ سے گزشتہ دو دہائیوں کے دوران خواتین کو معاشی طور پر مضبوط بنانے میں عالمی برادری نے بہت سے اہم اقدامات کو اپنی منصوبہ سازی کا حصہ بنایا ہے، منصوبہ بند اور منظم طریقوں کے ذریعے خواتین کی ترقی پر توجہ مرکوز کی گئی ہے۔ اس توجہ اور خاص اہمیت کا اصل محرک یہ فکر و سوچ ہے کہ کسی بھی معاشرے کا نصف سے زائد حصہ جس فرد پر مشتمل ہو اس کی معاشی کمزوری کسی بھی طرح سے معاشرے کی ترقی کے لیے سود مند نہیں ہے۔ عصر حاضر میں یہ ضروری ہے کہ اقتصادی، سماجی اور معاشرتی ترقی میں خواتین کی صلاحیتوں کو بروئے کار لایا جائے تاکہ نہ صرف یہ کہ عورت معاشی طور پر مضبوط ہو گی بلکہ مرد کے کندھوں کا بوجھ بھی ہلکا ہو گا۔

اگرچہ خواتین دنیا کی آبادی کا نصف سے زیادہ ہیں لیکن معاشی سرگرمیوں، ترقی اور فلاح و بہبود کی پیمائش کی سطح میں ان کا حصہ ممکنہ سطح سے بہت نیچے ہے، پیشہ وارانہ شعبوں میں خواتین کی شرکت مردوں کی شرکت سے کم ہے، اور زیادہ تر کام بلا معاوضہ ہے۔ غیر رسمی شعبے اور آبادی کے غریب طبقوں میں خواتین کی نمائندگی ان معاملات میں مردوں کی نمائندگی سے کہیں زیادہ ہے جہاں خواتین اجرت پر کام کرتی ہیں۔[2]

خواتین کو بااختیار بنانے کے لیے ضروری ہے کہ ہر ممکن ثقافتی، تعلیمی اور مادی ذرائع فراہم کرتے ہوئے ان کی معاشی شراکت میں اضافہ کیا جائے اور ان کے لیے زیادہ سے زیادہ وسائل مہیا کیے جائیں تاکہ ان کی پیداواری صلاحیت بہتر ہو اور وہ فیصلے کرنے کے قابل ہو سکیں۔ صحت کی دیکھ بھال اور متعلقہ خدمات سے مستفید ہونے کے لیے ان کو سیاسی ڈھانچے میں بہتر طریقے سے حصہ لینے اور تمام تعلیمی مواقع حاصل کرنے کے قابل بنانے کے علاوہ، "امپاورمنٹ پروسیس "ترقی کے عمل میں خواتین کی شرکت کو بہتر بنانے اور ان طریقوں کو اجاگر کرنے پر توجہ مرکوز کی جائے۔

شماریات وسروے:

مختلف قسم کا ڈیٹا اور سروے کے لیے دستیاب ثانوی ذرائع پر انحصار کیا گیا، جیسا کہ گلوبل جینڈر گیپ رپورٹ، ورلڈ بینک رپورٹس، ہیومن ڈویلپمنٹ رپورٹس، ورلڈ اکنامک فورم کے ذریعہ شائع ہونے والے سالانہ رائے شماری، اور چند دیگر اعداد و شمار کے ذریعہ جاری کردہ سروے رپورٹس۔

پاکستان اور خطے کے دیگر ممالک کا گلوبل جینڈر گیپ کی روشنی میں (2015–2022) جدول:[3]

سن	2015	2016	2017	2018	2019	2020	2021	2022
ممالک کی تعداد	145	144	144	149	–	153	156	146
ممالک کی درجہ بندی اور اسکور								
پاکستان	درجہ 144 اسکور 0.599	درجہ 143 اسکور 0.556	درجہ 143 اسکور 0.546	درجہ 148 اسکور 0.550		درجہ 151 اسکور 0.564	درجہ 153 اسکور 0.556	درجہ 145 اسکور 0.564
بھارت	درجہ 108 اسکور 0.664	درجہ 87 اسکور 0.683	درجہ 108 اسکور 0.669	درجہ 108 اسکور 0.665		درجہ 112 اسکور 0.668	درجہ 140 اسکور 0.625	درجہ 135 اسکور 0.629
بنگلہ	درجہ 64	درجہ 72	درجہ 47	درجہ 48		درجہ 50	درجہ 65	درجہ 71

دیش	اسکور0.704	اسکور0.698	اسکور0.719	اسکور0.721	اسکور0.726	اسکور0.719	اسکور0.714
ایران	درجہ141 اسکور0.580	درجہ139 اسکور0.587	درجہ72 اسکور0.698	درجہ142 اسکور0.589	درجہ148 اسکور0.584	درجہ150 اسکور0.582	درجہ143 اسکور0.576
سری لنکا	درجہ84 اسکور0.686	درجہ100 اسکور0.673	درجہ140 اسکور0.583	درجہ67 اسکور0.707	درجہ102 اسکور0.680	درجہ116 اسکور0.670	درجہ110 اسکور0.670
بھوٹان	درجہ118 اسکور0.646	درجہ121 اسکور0.642	درجہ124 اسکور0.638	درجہ122 اسکور0.638	درجہ131 اسکور0.635	درجہ130 اسکور0.639	درجہ126 اسکور0.637
نیپال	درجہ110 اسکور0.658	درجہ110 اسکور0.661	درجہ111 اسکور0.664	درجہ105 اسکور0.671	درجہ101 اسکور0.680	درجہ106 اسکور0.683	درجہ96 اسکور0.692

گلوبل جینڈر گیپ رپورٹ (2015-2022) میں جو معلومات فراہم کی گئی ہیں اگر اس کا بغور جائزہ لیا جائے تو پاکستان کی حالت بالکل بھی تسلی بخش نہیں ہے۔ ان آٹھ سالوں میں پاکستان عالمی دنیا میں کوئی خاطر خواہ کامیابی حاصل نہیں کر سکا ہے، ہر سال کی رپورٹ یہ ظاہر کر رہی ہے کہ پاکستان جدید دنیا میں آخر سے دوسرے یا تیسرے نمبر پر جگہ بنانے والا ملک ہے۔ تاہم خطے کے دیگر ممالک سے اگر اس کا موازنہ کیا جائے تو رپورٹ کی روشنی میں کچھ اچھی چیزیں بھی دیکھنے میں ملتی ہیں، لیکن کسی بھی خوشحال اور پر امن ملک کے لیے صرف ان چیزوں کی کامیابی کافی نہیں ہے۔

گلوبل جینڈر گیپ (2015) کی رپورٹ پاکستان کے حالات سے متعلق تفصیلات فراہم کرتی ہے کہ:

> *"Pakistan (144) has slightly improved its 2014 performance, but still ranks second–to-last in the world on the overall Index. On the Economic Participation and Opportunity subindex, the country has improved wage equality for similar work but still remains last in the region and, when compared to 2006, has improved the least of any country in the region. Similarly, improved literacy rates and enrolment in tertiary education have boosted educational attainment but the country remains last in the regional rankings. When compared to 2006, though, it is the region's second-most advanced on this subindex. It is also one of the top five most-improved countries in the world on the Health and Survival subindex."*[4]

پاکستان (144) نے اپنی 2014 کی کارکردگی میں قدرے بہتری لائی ہے، لیکن پھر بھی مجموعی انڈیکس میں اقتصادی شراکت داری اور مواقع کے ذیلی اشاریہ پر دنیامیں دوسرے سے آخری نمبر پر ہے۔ اسی طرح کام کے لیے اجرت کی مساوات کو بہتر کیا گیاہے لیکن پھر بھی خطے میں سب سے آخر میں ہے۔ 2006 کے مقابلے میں، خطے کے کسی بھی ملک میں سب سے کم بہتری آئی ہے۔ اسی طرح شرح خواندگی اور ہائیر سیکنڈری تعلیم کے حصول میں بہتری آئی ہے لیکن علاقائی درجہ بندی میں ملک آخری نمبر پر ہے۔ اگرچہ 2006 کے مقابلے میں یہ انڈیکس پر خطے کا دوسرا سب سے زیادہ ترقی یافتہ ہے تاہم صحت اور بقاکے ذیلی انڈیکس پر دنیاکے پانچ سب سے بہتر ممالک میں سے ایک ہے۔

جدول میں ذکر کیے گے اعداد وشمار کے مطابق پاکستان کی معاشی واقتصادی حالت خطے کے دیگر ممالک کے مقابلے میں خاطر خواہ حیثیت کی حامل نہیں ہے۔ تعلیم، صنفی امتیاز، سیاسی شعور بھی نہیں بڑھا۔ تاہم عالمی دنیاکے مقابلے میں پاکستان نے صحت اور ہیلتھ کے شعبہ میں کافی بہتری لائی ہے، جس کا اظہاراس رپورٹ میں بھی کیا گیاہے۔ اگر اس خطے کے دیگر ممالک کا جائزہ لیا جائے تو صرف بنگلہ دیش ایساملک ہے جو ہیلتھ اور صحت کے شعبہ میں پاکستان سے آگے ہے، جب کے جدول میں بیان ہونے والے دیگر پانچ ممالک میں سے کوئی ایک ملک بھی پاکستان کا مقابل نہیں ہے۔

پاکستان اور خطے کے دیگر ممالک کے حوالے سے گلوبل جینڈر گیپ (2022) کی رپورٹ یہ ہے کہ:

> *“Among the eight regions covered in the report, South Asia ranks the lowest, with only 62.3% of the gender gap closed in 2022. This lack of progress since the last edition extends the wait to close the gender gap to 197 years, due to a broad stagnation in gender parity scores across most countries in the region. Bangladesh and Nepal lead regional performance with over 69% of their gender gaps closed.”*[5]

رپورٹ میں جن آٹھ خطوں کا احاطہ کیا گیاہے، ان میں جنوبی ایشیاسب سے کم نمبر پر ہے، جہاں 2022 میں صنفی فرق کا صرف 62.3 فیصد بند ہواہے۔ پچھلے ایڈیشن کے بعد سے پیش رفت کی اس کمی نے صنفی فرق کو ختم کرنے کے انتظار کو 197 سال تک بڑھادیاہے، جس کی وجہ سے خطے کے بیشتر ممالک میں صنفی برابری کے اسکور میں وسیع جمود ہے۔ بنگلہ دیش اور نیپال علاقائی کارکردگی میں سر فہرست ہیں، انہوں نے 69 فیصد سے زیادہ صنفی فرق کو ختم کیاہے۔

سن 2022ء کی رپورٹ میں صنفی فرق کو خاص طور پر ذکر کرتے ہوئے بیان کیا گیا ہے کہ:

> *"South Asia has the widest gender gap on Economic Participation and Opportunity, having closed only 35.7% of this gender gap. While the subindex score is an improvement of 1.8 percentage points from last year,....Highly populated countries are for the most part driving variation within this subindex. For example, increases in the share of women in professional and technical roles were most notable in Nepal, Bangladesh and India. On the other hand, the shares in Iran, Pakistan and Maldives regressed, with less impact on overall regional performance."* [6]

> جنوبی ایشیا میں اقتصادی شراکت داری اور مواقع پر سب سے زیادہ صنفی فرق ہے، جس نے اس صنفی فرق کا صرف 35.7 فیصد کم کیا ہے۔ جبکہ ذیلی انڈیکس سکور گزشتہ سال کے مقابلے میں 1.8 فیصد پوائنٹس کی بہتری ہے۔۔۔۔ زیادہ آبادی والے ممالک میں اس ذیلی انڈیکس کے مطابق زیادہ تر تغیرات ہیں۔ مثال کے طور پر، پیشہ ورانہ اور تکنیکی کرداروں میں خواتین کے حصہ میں اضافہ نیپال، بنگلہ دیش اور بھارت میں سب سے زیادہ قابل ذکر تھا۔ دوسری جانب، ایران، پاکستان اور مالدیپ کے حصص میں کمی آئی، جس کا مجموعی علاقائی کارکردگی پر کم اثر پڑا۔

2015 کی رپورٹ ہو یا 2022ء، دونوں رپورٹس سے یہ واضح ہے کہ صنفی امتیاز اس خطے کا ایک ایسا اہم مسئلہ ہے جو عرصہ دراز سے چلتا آرہا ہے، لیکن ملکی و علاقائی سطح پر اس کو خاطر خواہ اہمیت نہیں دی جارہی ہے، یہی وجہ ہے کہ اس خطے کے حوالے سے عالمی اداروں کی جانب سے پیش کی گئی رپورٹس خاطر خواہ حیثیت کی حامل نہیں ہوتیں۔ اگرچہ کچھ ممالک جیسا کہ بنگلہ دیش اور نیپال نے اس میں قدرے بہتری لائی ہے لیکن خطے کے دیگر ممالک کی کارکردگی تسلی بخش نہیں ہے۔ دنیا میں سب سے بڑی جمہوریت کا دعویدار ملک بھارت، ایران اور پاکستان جیسے اسلامی جمہوری مملکت کہلانے والے ممالک کو اس حوالے سے ضرور اقدامات کرنے ہوں گے۔

عورت کے معاشی استحکام کے حوالے سے اسلام کی اصولی تعلیمات

کوئی بھی انصاف پسند شخص اس حقیقت سے انکار نہیں کرسکتا کہ معاشرے کی تعمیر سازی میں عورت کا اہم کردار ہے۔ اللہ تعالیٰ کی سنت یہ رہی ہے کہ اس طرح کی تعلیمات اور احکامات دیئے جائیں کہ جس سے مرد وزن میں باہمی توازن و اعتدال پیدا ہو، اسی لیے اسلامی تعلیمات میں توازن و اعتدال خاص طور پر دیکھا جاسکتا ہے، بلکہ جس امت کو امۃ وسطا کا لقب دیا گیا ہو، اس کو دی گئی تعلیم میں بھی اعتدال اور میانہ روی خوب نظر آتا ہے۔ ذیل میں معاشی استحکام سے متعلق اسلام کی چند اہم تعلیمات کا

تذکرہ کیا جاتا ہے:

1. ذاتی ملکیت

اسلامی قانون میں شادی کا معاہدہ میاں بیوی کو اپنے شریک حیات کے مالی منصوبوں یا کاموں میں مداخلت کا حق نہیں دیتا۔ عورت پر مرد کی قوامیت کا حق مالی حق نہیں بلکہ شخصی حق ہے۔ اگر کوئی عورت شادی کے بعد اپنا کاروبار کرنا چاہتی ہے تو اسلام اس سے ہرگز منع نہیں کرتا بلکہ وہ چند حدود کی رعایت رکھتے ہوئے عورت کے معاشی استحکام کی حوصلہ افزائی کرتا ہے۔ کسی شخص کو حتیٰ کہ خاوند کو بھی یہ حق نہیں ہے کہ وہ بیوی کے مال میں اس کی اجازت کے بغیر تصرف کرے۔ حضرت خدیجہ کا کاروبار کرنا، حضرت زینب بنت جحش کا اپنے ہاتھ کھالوں کو دباغت دینا اور اللہ کے راستے میں صدقہ کرنا، ابن مسعود کی اہلیہ کا خود کما کر اپنے گھر کا خرچہ پورا کرنا، سیرت النبی ﷺ سے اس جیسی بے شمار مثالیں ہمیں یہ بتاتی ہیں کہ اسلام نہ صرف یہ کہ عورت کے معاشی طور پر مضبوط ہونے کا حامی ہے بلکہ اس کی حوصلہ افزائی بھی کرتا ہے۔

اسلامی تعلیمات یہ ہیں کہ کوئی بھی عاقل، بالغ اور آزاد شخص چاہے مرد ہو یا عورت، اپنے ہر قسم کے مالی تصرف کا استحقاق رکھتا ہے۔ چنانچہ بیع و شراء، ہبہ، وصیت، اجارہ، وکالت، رھن اور ان جیسے دیگر تمام معاہدات کرنے سے کوئی کسی کو نہیں روک سکتا، اور نہ ہی ان معاہدات کے ذریعے حاصل ہونے والی آمدن میں مالک کے علاوہ کوئی تصرف کرنے کا مجاز ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

> وَلَا تَتَمَنَّوۡا مَا فَضَّلَ ٱللَّهُ بِهِۦ بَعۡضَكُمۡ عَلَىٰ بَعۡضٖۚ لِّلرِّجَالِ نَصِيبٞ مِّمَّا ٱكۡتَسَبُواْۖ وَلِلنِّسَآءِ نَصِيبٞ مِّمَّا ٱكۡتَسَبۡنَۚ وَسۡـَٔلُواْ ٱللَّهَ مِن فَضۡلِهِۦٓۚ إِنَّ ٱللَّهَ كَانَ بِكُلِّ شَيۡءٍ عَلِيمٗا[7]
>
> ”اور تم اس چیز کی آرزو نہ کرو جس کے ذریعہ اللہ نے تم میں سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے۔ مردوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور عورتوں کے لیے اس میں سے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا، اور اللہ سے اس کے فضل کا سوال کرو۔ بے شک اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے“۔

اس آیت میں شریعت کا یہ اصول واضح کر دیا گیا ہے کہ مرد ہو یا عورت، ہر ایک اپنے حصہ کا خود مالک ہے، ان کو وہ پورا حق ملے گا جو انہوں نے خود کمایا ہے۔

2. تعاون و نصرت کا جذبہ

اسی طرح عورت کو یہ تعلیم دی گئی ہے کہ اگر اس کا شوہر ضرورت مند ہے، کسی وجہ سے کمانے سے عاجز ہے، یا کوئی اور ایسی وجہ ہے جو شوہر کی کمائی کے لیے مانع بن رہی ہے تو یہ اپنے خاوند کا بازو بنے، معاشی طور پر اپنے خاوند کی مدد کرے، جو ظاہر ہے تب

ہی ممکن ہے جب یہ خود معاشی طور پر مضبوط ہو گی۔ تاہم یہ اخلاقی ذمہ داری ہے، قانونی ذمہ داری نہیں ہے لہذا جب کبھی مرد صاحب استطاعت ہو گا، وہ اس بات کا پابند ہو گا کہ اپنی بیوی کو اتنی مقدار واپس کرے جتنی اس کی بیوی نے اس پر خرچ کی ہے، یعنی شوہر کی حالت عسر میں بیوی جو کچھ بھی خرچ کرے گی وہ سب کچھ قرض کی مد میں ہو گا، چاہے تو شوہر سے واپس لے اور چاہے معاف کر دے۔

اس کی وجہ یہ ہے کہ معاشی ذمہ داری مرد کے سر پر رکھی گئی ہے، عورت اس کی مکلف نہیں ہے کہ وہ گھر کی معاشی ذمہ داری سنبھالے، اسی لیے مہر بھی مرد پر لازم کیا گیا ہے اور اس کو یہ بتلایا گیا ہے کہ وہ اپنی بیویوں کے مہر دینے میں کسی قسم کا بوجھ نہ سمجھیں بلکہ ہنسی خوشی مہر کی رقم اپنی بیوی کو ادا کریں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

> **وَ آتُوا النِّسَاءَ صَدُقَاتِهِنَّ نِحْلَةً ۚ فَإِن طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوهُ هَنِيئًا مَّرِيئًا**[8]
>
> نیز عورتوں کو ان کے حق مہر بخوشی ادا کرو۔ ہاں اگر وہ اپنی خوشی سے اس میں سے کچھ تمہیں چھوڑ دیں تو تم اسے مزے سے کھا سکتے ہو۔

اس آیت میں جہاں مرد کو یہ حکم دیا گیا ہے کہ وہ اپنی بیوی کا حق مہر خوشی سے ادا کر دیا کریں وہیں یہ بھی تعلیم دی گئی ہے کہ اگر بیوی چاہے تو اپنی مرضی سے مہر کی رقم ساری یا کچھ اپنے خاوند کو واپس کر سکتی ہے۔ جس سے معلوم ہوتا ہے کہ اگرچہ معاشی ذمہ داری مرد پر رکھی گئی ہے لیکن گھریلو معاملات کو خوش اسلوبی سے چلانے کے لیے صرف قانونی احکامات کافی نہیں ہوتے بلکہ انسانیت اور اخلاق پر روایات کا خیال رکھنا ضروری ہوتا ہے لہذا بیوی کو چاہیے کو وہ صرف اس پر اکتفا نہ کرے کہ مرد ہی ساری معاشی ذمہ داری سنبھالے بلکہ اگر وہ اپنی دیگر ذمہ داریوں کے ساتھ ساتھ معاشی طور پر بھی مرد کی مدد کر سکتی ہے تو ضرور اس کام اپنی ترجیحات میں شامل کرے۔

3. اقتصادی و معاشی معاملات میں برابر حقوق دینا

قرآن کریم نے یہ واضح کیا ہے کہ معاشی و اقتصادی معاملات میں جس طرح مرد کو گواہی دینے کا حق حاصل ہے بعینہٖ یہی حق عورت کو بھی ہے کہ اگر وہ کسی اقتصادی معاملہ کی گواہ بننا چاہے تو اس کی گواہی کو تسلیم کیا جائے گا۔ آیت مداینہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

> **﴿وَٱسۡتَشۡهِدُواْ شَهِيدَيۡنِ مِن رِّجَالِكُمۡۖ فَإِن لَّمۡ يَكُونَا رَجُلَيۡنِ فَرَجُلٞ وَٱمۡرَأَتَانِ مِمَّن تَرۡضَوۡنَ مِنَ ٱلشُّهَدَآءِ أَن تَضِلَّ إِحۡدَىٰهُمَا فَتُذَكِّرَ إِحۡدَىٰهُمَا ٱلۡأُخۡرَىٰۚ﴾**[9]

اور اس معاملہ پر اپنے (مسلمان) مردوں میں سے دو گواہ بنالو۔ اور اگر دو مرد میسر نہ آئیں تو پھر ایک
مرد اور دو عورتیں گواہ بناؤ کہ ان میں سے اگر ایک بھول جائے تو دوسری اسے یاد دلادے۔

4. مرد و عورت دونوں کو بحیثیت انسان ایک مخلوق قرار دینا

شریعت اسلامی کی تمام تر تعلیمات اس اصول پر مبنی ہیں کہ مرد و عورت بحیثیت انسان ایک مخلوق ہیں، کسی کو بھی انسان ہونے کے لحاظ سے دوسرے پر کوئی برتری یا فوقیت حاصل نہیں ہے۔ قرآن کریم کی بے شمار آیات اور احادیث نبویہ ﷺ اس پر شاہد ہیں۔[10]

5. جزاو سزاء میں مرد و عورت کے مابین عدل کا قیام:

اسلام میں نیکی و بدی پر جزاو سزا کا قانون عدل و انصاف پر مبنی ہے، کسی بھی انسان کو محض مرد ہونے پر اچھائی کا زیادہ بدلہ اور برائی پر کم سزا یا کسی عورت کو اچھائی پر کم بدلہ اور برائی پر زیادہ سزا دینے کا بالکل کوئی تصور نہیں ہے۔ مرد و عورت میں سے کوئی بھی جیسا بھی عمل کرے گا اس کے مطابق اس کا بدلہ یا سزا کا مستحق قرار پائے گا۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

﴿مَنْ عَمِلَ صَٰلِحًا مِّن ذَكَرٍ أَوْ أُنثَىٰ وَهُوَ مُؤْمِنٌ فَلَنُحْيِيَنَّهُۥ حَيَوٰةً طَيِّبَةً ۖ وَلَنَجْزِيَنَّهُمْ أَجْرَهُم
بِأَحْسَنِ مَا كَانُوا۟ يَعْمَلُونَ﴾[11]

"جو شخص بھی نیک عمل کرے خواہ مرد ہو یا عورت بشرطیکہ وہ مومن ہو تو ہم اسے پاکیزہ زندگی بسر کرائیں گے اور (آخرت میں) ان کے بہترین اعمال کے مطابق انھیں ان کا اجر عطا کریں گے۔"

6. زمانہ جاہلیت کی رسومات کا خاتمہ

عورت سے متعلق اسلام نے جہاں اور بہت سی اہم ہدایات اور تعلیمات دی ہیں، وہاں اس بات کا بھی اہتمام کیا ہے کہ انسانی معاشرے میں جو خود ساختہ رسومات و بدعات یا انسانیت سے ماوراء امور پیوست ہو چکے ہیں ان کی بھی بیخ کنی کی جائے چنانچہ اسلام نے عورت کو خاص طور مقام و مرتبہ دینے کے لیے چند اہم ہدایات دی ہیں جیسا کہ:

* میراث میں معتدبہ حصہ کا شریک قرار دینا۔[12]

* زندہ درگور کرنے کی ممانعت۔[13]

* اپنی طرف مائل کرنے والی اور فتنہ میں مبتلا کرنے والی زیب و زینت سے اجتناب کا حکم۔[14]

آپ ﷺ نے خطبہ حجۃ الوداع میں زمانہ جاہلیت کی رسومات کے خلاف ارشاد فرمایا ہے کہ:

> **((إن الله قد اذهب عنكم عبية الجاهلية وفخرها بالآباء، إنما هو مؤمن تقي، وفاجر شقي، الناس كلهم بنو آدم , وآدم خلق من تراب))** [15]
>
> ”اللہ نے تم سے جاہلیت کی نخوت کو ختم کر دیا ہے، اب تو لوگ مومن و متقی ہیں یا فاجر و بد بخت، لوگ سب کے سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم مٹی سے پیدا کیے گئے ہیں“

7. نبی کریم ﷺ کے زمانے میں عورتوں کا مردوں کا ہاتھ بٹانا

سیرت رسول ﷺ سے ہمیں بہت سی ایسی مثالیں ملتی ہیں جس سے یہ اندازہ لگایا جا سکتا ہے کہ شریعت اسلامی نے انسان کے عمل چاہے مرد ہو یا عورت، حوصلہ افزائی کی ہے۔ اسی لیے سیرت سے ہمیں بہت سی ایسی مثالیں ملتی ہیں جس سے یہ واضح ہوتا ہے کہ عورتیں اپنے قریبی مردوں چاہے والد ہو، بھائی ہو یا شوہر ہو، مدد کیا کرتی تھیں۔ ذیل میں چند مثالیں بیان کی جاتی ہیں:

* حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق کا ہجرت کے موقع پر آپ ﷺ اور اپنے والد حضرت ابو بکر صدیق کو کھانا پہچانا۔[16]

* حضرت اسماء بنت ابی بکر صدیق کا اپنے خاوند حضرت زبیر کے گھوڑے کی دیکھ بھال کرنا، اس کو چارہ دینا اور اپنے خاوند کے باغ میں جا کر محنت مزدوری کرنا۔[17]

* بعض عورتوں کا معاشی طور پر خود کفیل ہونا اور اپنا کام خود کرنا جیسا کہ جابر بن عبد اللہ کی خالہ نے دوران عدت اپنے باغ کا پھل اتارنا چاہا تو آپ ﷺ نے اس کی نہ صرف اجازت دی بلکہ ساتھ یہ ترغیب دی کہ جو پھل حاصل ہو اس میں سے کچھ اللہ کی راہ صدقہ کرو۔[18]

* بعض عورتیں محنت مزدوری کیا کرتی تھیں جیسا کہ بخاری کی روایت میں ہے کہ کعب بن مالک کی ایک باندی تھی جو بکریاں چرایا کرتی تھی۔[19] کچھ عورتیں خوشبو بیچنے کا کام کیا کرتی تھیں۔

اس کے علاوہ بے شمار ایسی مثالیں ہیں جس سے ثابت ہوتا ہے کہ آپ ﷺ کے زمانے میں عورتیں معاشی حالت کو بہتر بنانے کے لیے کام کیا کرتی تھیں۔ مذکورہ بالا مثالوں کے علاوہ حضرت خدیجہ کا کاروبار اس موضوع میں سب سے اہم دلیل ہے کہ نبی کریم ﷺ کی بیوی نے نہ صرف یہ کہ وسیع پیمانہ پر کاروبار کیا بلکہ اپنے خاوند کی بھی مدد و نصرت کی جس کا خود آپ ﷺ اقرار کیا کرتے تھے کہ مجھے سب سے زیادہ نفع خدیجہ (رضی اللہ عنھا) نے پہنچایا ہے۔

عورت کے معاشی طور پر استحکام کی راہ میں حائل رکاوٹیں:

عصر حاضر میں عورت کے معاشی استحکام میں متعدد رکاوٹیں ہیں جن میں چند ایک مختصراً ذیل میں بیان کی جاتی ہیں:

اول: ذاتی رکاوٹیں

معاشی استحکام میں ذاتی رکاوٹوں کا اگر جائزہ لیا جائے تو درج ذیل صورتیں سامنے آتی ہیں:

1. سماج اور معاشرہ عورت کو ہمیشہ کمزور سمجھتا ہے، یہی سوچ عورتوں میں خود اعتمادی ختم کر دیتی ہے لہذا وہ کسی بھی میدان میں آگے آنے سے کتراتی ہیں۔

2. گھریلو اور خاندانی ذمہ داریاں کسی اور جانب سوچنے کا موقع فراہم نہیں کرتیں، جس کی وجہ سے عورتیں معاشی میدان میں آگے نہیں بڑھ سکتیں۔

3. پاکستان کی زیادہ تر آبادی گاؤں دیہات میں رہنے والی خواتین پر مشتمل ہے، اور گاؤں دیہات کا سماج عورتوں کو کام کرنے کی نہ صرف یہ کہ اجازت نہیں دیتا بلکہ وہاں معاشی طور پر مستحکم ہونے کے مواقع بھی کم ملتے ہیں۔

4. زراعت، کھیتی باڑی کے شعبوں میں بلا معاوضہ شرکت، اگر معاوضہ ہو بھی تو اونٹ کے منہ میں زیرہ کے برابر مقدار ہوتی ہے جس کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا۔

5. خواتین کو بااختیار بنانے میں ایک انتہائی اہم رکاوٹ یہ دیکھنے میں ملتی ہے کہ خاندان کے اندر کچھ اس طرح کا ماحول بنایا دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے دوسروں کے ساتھ ملنے ملانے میں خوف اور اضطراب کی کیفیت پیدا ہوتی ہے کہ اگر میں کسی سے ملی تو خاندان کے لوگ طرح طرح کی باتیں کریں گے۔ پس وہ ساری زندگی اسی فکر میں گزار دیتی ہے اور چاہ کر بھی اپنی خداداد صلاحیتوں کو بروئے کار نہیں لا سکتی۔

دوم: ثقافتی و معاشرتی رکاوٹیں

عورت کے معاشی استحکام میں جو چیزیں رکاوٹ بنتی ہیں ان میں سب سے زیادہ جس شئے کا عمل دخل ہے وہ ہمارا سماج، ثقافت اور ماحول ہے جو عورت کو کسی میدان میں آگے آنے میں ہمیشہ رکاوٹ بنتا رہا ہے، اگر اس میں سے اہم صورتوں کا جائزہ لیا جائے تو ہمارے سامنے درج ذیل رکاوٹیں سامنے آتی ہیں:

1. ایسے بہت سے القابات اور لیبل جو کام کرنے میں مانع ثابت ہوتے ہیں جیسا کہ:

* خاندانی حسب و نسب، جاہ و جلال، مقام و منزلت اور سب سے بڑھ کر یہ کہنا کہ "عورت ہو کر کام کرنا ہماری رسومات اور سماج

کے خلاف ہے۔

* معاشرے کے بعض طبقات کی جانب سے یہ دعوٰی کرنا کہ آج ہمارا سماج جن منفی تبدیلیوں کا سامنا کر رہا ہے اس کی وجہ خواتین کے ایسے شعبوں میں کام کرنے کے بے شمار مطالبات ہیں جن میں اختلاط لازمی عنصر ہے جیسا کہ میڈیا میں کام کرنا، مارکیٹوں اور بازار تجارت میں بیع و شراء کے لیے دکانوں میں کام کرنا، سیر و سیاحت میں حصہ لینا وغیرہ۔
* بعض ایسے اعتقادات جو ہمارے سماج میں دین کے نام پر مشہور ہو گئے ہیں جیسا کہ عورت کا مرد کے مقابل کام کرنا درست نہیں ہے، معاشی ذمہ داری صرف اور صرف مرد کی ہے، اگر عورت باہر نکل کر کام کرے گی تو یہ اس کی حیا کے منافی ہے، وغیرہ۔

2. جنسی استحصال اور ہوس کا نشانہ بنانا بھی عورتوں کو باہر نکل کر کام کرنے سے روکتا ہے، خاندانی عورتیں نہ صرف خود بلکہ گھریلو ماحول بھی باہر جا کر کام کرنے سے روکتا ہے۔
3. پدری معاشرہ میں عورت پر مرد کو ترجیح دینا بھی عورت کے لیے معاشی استحکام میں رکاوٹ بنتا ہے۔
4. عورت کے لیے ہنر اور تعلیم کے مواقع کم ہونا بھی عملی میدان میں اقتصادی حالت کو ابتر بناتا ہے۔
5. ہمارے معاشرے میں عورتوں کے ساتھ جس طرح کی اقتصادی معاملات میں زیادتی کی جاتی ہے وہ کچھ ایسے ہے کہ:

* کام کے مطابق اجرت نہیں دی جاتی۔
* بھاری بھر کم کام کرانا۔
* اضافی اوقات میں کرائے جانے کام کی اجرت نہ دینا۔
* دورانِ ملازمت ناروا سلوک، مار پیٹ کرنا، برا بھلا کہنا اور معاہدے کی خلاف ورزی کرنا۔
* کام کے دوران مناسب چھٹی نہ دینا۔

6. شادی شدہ خاتون کام سے اس لیے بھی ہچکچاتی ہے کہ اس کا کام کرنا شوہر کی غیرت کے منافی ہے۔ یا یہ کہ مرد کی غیرت یہ برداشت نہیں کرتی کہ وہ اپنی بیوی کو غیر مردوں کے ساتھ کام کرتا ہوا دیکھے۔
7. بچوں کی دیکھ بھال اور پرورش کی ذمہ داری بھی اس میں آڑے ہوتی ہے، خاص کر جب بچہ چھوٹا ہو اور گھر میں کوئی اور دیکھ بھال کے لیے موجود نہ ہو تو یہ معاشی استحکام میں ضرور رکاوٹیں پیدا ہوتی ہیں۔

پاکستانی عورت کے معاشی استحکام کے حوالے سے کیے جانے والے اہم اقدامات:

ماقبل میں بیان کردہ رکاوٹوں کے حل کے لیے چند اہم اقدامات کرنا ضروری ہیں جن کا ذیل میں تذکرہ کیا جاتا ہے:

اول: معاشرے میں خواتین کو معاشی طور پر بااختیار بنانے کی سوچ و فکر کو فروغ دینا

1. اگر معاشرہ کو اس طرح تشکیل دیا جائے کہ مرد و عورت میں فطری اختلاف کے باوجود دونوں میں بحیثیت انسان کوئی امتیاز نہیں ہے، دونوں کے انسان ہونے کے ناطے حقوق برابر ہیں، فرائض اور واجبات بھی دونوں کے ذمہ ہیں۔ تاہم یہ بھی ذہن نشین رہنا چاہیے کہ تربیت کے دوران یہ لازمی سکھانا چاہیے کہ اگرچہ مرد و عورت دونوں کے ذمہ کچھ حقوق و فرائض ہیں لیکن ان حقوق اور فرائض کے معیار اور نوعیت میں فرق ہے، لہذا دونوں کی جنسیت اور فطرت کے اعتبار سے مناسب ملازمت مہیا کرنا معاشرے، سماج اور حکومتی اداروں کی ذمہ داری ہے۔

2. منفی اور غلط قسم کے خیالات کی حوصلہ شکنی کرنا: عام طور پر ہمارے معاشرے کی بنیاد اس اصول پر قائم کی جاتی ہے کہ مرد کو عورت پر فضیلت دی گئی ہے۔ اس قسم کی سوچ کو ختم کرنا نہایت ضروری ہے کیونکہ جب تک یہ سوچ ختم نہیں ہوگی جس قسم کی بھی قانون سازی اور لائحہ عمل تشکیل دے دیا جائے عورت کا ہمیشہ استحصال ہی ہوتا رہے گا۔ اس سوچ کے پیچھے یہ فکر کارفرما ہے کہ عورت تو بس خاندان، قوم اور برادری کی خدمت کے لیے خلق کی گئی ہے یعنی مرد حاکم ہے اور عورت محکوم ہے۔ ظاہر ہے جب کسی مخلوق سے متعلق یہ سوچ بنالی جائے کہ اس کی تخلیق صرف مرد کی خدمت کے لیے ہوئی ہے تو پدری معاشرہ اس کو معاشی طور پر کیونکر مستحکم ہونے دے گا؟ یا اس کے استحکام کے لیے کیوں کوئی لائحہ عمل تشکیل دے گا؟

3. دین اسلام کی صحیح تعلیم اور چند بناوٹی قسم کے رسم و رواج کو دین کا نام دے کر معاشرے میں پیوست کر دینے والی سوچ اور فکر کو لازمی ختم کرنا ہوگا، کیونکہ دینِ اسلام میں ایسی کوئی تعلیم نہیں دی گئی جس سے مرد و عورت میں امتیاز کا کوئی پہلو دکھائی دیتا ہو۔ قرآن مجید اور سیرت رسول ﷺ ہمیشہ مرد و عورت سے متعلق یکساں احکام بیان کرتی نظر آتی ہے جیسا کہ ماقبل اسلام کا اصولی موقف بیان ہوا ہے کہ اعتدال، میانہ روی، عدل و انصاف، جزا و سزاء کا برابر قانون وغیرہ اسلام کی اولین تعلیمات ہیں، ان تعلیمات سے سرمو اختلاف یا خلاف کرنے کی کسی کو اجازت نہیں ہے۔

دوم: معاشی استحکام کی عملی صورتیں اور طریقہ کار

1. کام کو احسن انداز سے سرانجام دینے اور بہتر طریقے سے مکمل کرنے کی تعلیم دینا

عام طور پر محض دوسروں کی کامیابی کو دیکھ کر ایک کام شروع کیا جاتا ہے، لیکن ویسا ہی نفع نہ ہونے کی وجہ سے دلبرداشتہ ہو کر

اس کام کو بیچ راستے میں چھوڑ دیا جاتا ہے، اور اپنے مقدر و قسمت کو قصور وار ٹھہرایا جاتا ہے کہ میری تو قسمت ہی ایسی ہے، حالانکہ ایسا نہیں ہوتا۔ کسی بھی کام کو شروع کرنے سے پہلے ضروری ہوتا ہے کہ پہلے اس کام کے حوالے سے مکمل جان کاری حاصل کی جائے، کام کی تکمیل کے لیے مہارت حاصل کی جائے اور تکمیل کے دوران پیش آنے والے خطرات و نقصانات کو برداشت کرنا سیکھا جائے۔

قرآن کریم اور سنت رسول ﷺ کی یہی تعلیمات ہیں کہ کسی بھی کام کو محض بروئے کار لانا کافی نہیں ہے بلکہ اس کو احسن انداز سے اختتام تک پہنچانا ہی مطلوب شرع اور کمال ہے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ﴿**إِنَّ ٱلَّذِينَ ءَامَنُواْ وَعَمِلُواْ ٱلصَّٰلِحَٰتِ إِنَّا لَا نُضِيعُ أَجۡرَ مَنۡ أَحۡسَنَ عَمَلًا**﴾[20] ترجمہ (:لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے تو یقینا ہم اس کا اجر ضائع نہیں کرتے جو اچھے کام کرتا ہو۔) ایک اور جگہ نبی کریم ﷺ کو اللہ تعالیٰ نے یوں حکم دیا ہے کہ: ﴿**وَقُل لِّعِبَادِي يَقُولُواْ ٱلَّتِي هِيَ أَحۡسَنُۚ إِنَّ ٱلشَّيۡطَٰنَ يَنزَغُ بَيۡنَهُمۡۚ إِنَّ ٱلشَّيۡطَٰنَ كَانَ لِلۡإِنسَٰنِ عَدُوّٗا مُّبِينٗا٥٣**﴾[21] ترجمہ: آپ میرے بندوں سے کہہ دیجئے: کہ وہی بات زبان سے نکالیں۔ جو بہتر ہو کیونکہ شیطان لوگوں میں فساد ڈلوا دیتا ہے۔ بلاشبہ شیطان انسان کا کھلا کھلا دشمن ہے۔

ان آیات کا بغور جائزہ لیا جائے تو اسلام کا اصولی موقف معلوم ہوتا ہے کہ ایک مسلمان کی یہ اولین ذمہ داری ہے کہ وہ جب بھی کوئی بات کرے یا کام کرے تو اس کو احسن انداز سے سرانجام دے، محض کام کی انجام دہی ہرگز مطلوب شرع نہیں ہے۔

سنت رسول سے بھی یہی تعلیم ملتی ہے کہ: ((**إن الله يحب إذا عمل احدكم عملا ان يتقنه**))[22] ”بے شک اللہ تعالیٰ پسند کرتا ہے کہ جب تم میں سے کوئی آدمی عمل کرے تو وہ اسے مضبوطی، (پختگی اور عمدگی) کے ساتھ سرانجام دے۔“

اس حدیث میں لفظ "عمل" کو نکرہ ذکر کیا ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ ہر وہ کام جو انسان سرانجام دیتا ہے وہ شریعت کے ہاں تب ہی لائق تحسین ہے جب اس کو اچھی طرح سے سرانجام دیا جائے، محض کام کی انجام دہی کافی نہیں ہے۔

2. وقت کی پابندی کرنا اور اوقات کو قیمتی بنانا

انسانی زندگی میں ہر شئے دوبارہ حاصل کی جاسکتی ہے تاہم وقت ایسی شئے ہے جو ایک دفعہ ہاتھ سے نکل جائے تو دوبارہ اس کو حاصل نہیں کیا جاسکتا، اسی طرح ہر شئے کے حصول کا ایک مخصوص وقت ہوتا ہے اگر اس کو اسی وقت میں حاصل نہ کیا جائے تو وہ وقت تو ضائع ہوتا ہی ہے، آنے والا وقت بھی آلام و مصائب کا شکار ہو جاتا ہے اور انسان کے پاس پھر پچھتاوے کے اور کچھ نہیں ہوتا۔

قرآن و حدیث کے بے شمار احکامات ایسے ہیں جن سے وقت کی پابندی اور وقت کے بہتر استعمال کی تعلیمات ملتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: ﴿**وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلشَّمْسَ وَٱلْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ۖ وَسَخَّرَ لَكُمُ ٱلَّيْلَ وَٱلنَّهَارَ ٣٣ وَءَاتَىٰكُم مِّن كُلِّ مَا سَأَلْتُمُوهُ ۚ وَإِن تَعُدُّواْ نِعْمَتَ ٱللَّهِ لَا تُحْصُوهَآ ۗ إِنَّ ٱلْإِنسَٰنَ لَظَلُومٌ كَفَّارٌ ٣٤**﴾[23] ترجمہ: تمہاری خاطر سورج اور چاند کو کام پر لگا دیا جو لگاتار چل رہے ہیں اور رات اور دن کو بھی تمہاری خاطر کام پر لگا دیا۔ اور جو کچھ بھی تم نے اللہ سے مانگا وہ اس نے تمہیں دیا۔ اور اگر اللہ کی نعمتیں گننا چاہو تو کبھی ان کا حساب نہ رکھ سکو گے۔ انسان تو ہے ہی بے انصاف اور ناشکرا۔

ان آیات میں کائنات سے متعلق بتایا گیا ہے کہ اس کائنات کی ہر شئے کو اللہ تعالیٰ نے اس بات کا پابند بنایا ہے کہ وہ مقرر وقت پر چلے اور انسانیت کے کاموں میں ہمہ وقت مشغول رہے، جو کوئی اس نعمت کو سمجھتا ہے وہی انسان شریعت کا پسندیدہ ہے، جو ان نعمتوں کی قدر نہیں کرتا وہ ظالم اور ناشکرا ہے۔

وقت کی اہمیت کا اندازہ اس سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے مختلف سورتوں[24] کے شروع میں مختلف اوقات کی قسم کھائی ہے۔ قرآن کریم کا عام قاری بھی اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا۔

احادیث رسول ﷺ کا مطالعہ کیا جائے تو بھی یہی سبق ملتا ہے کہ وقت کی قدر کرنا اور اس کا بہترین استعمال کرنا، شریعت کے اہم مقاصد میں سے ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: ((**اغتنم خمسا قبل خمس: شبابك قبل هرمك وصحتك قبل سقمك وغناك قبل فقرك وفراغك قبل شغلك وحياتك قبل موتك**))[25] ترجمہ: "پانچ چیزوں کو پانچ چیزوں سے پہلے غنیمت سمجھو، اپنی جوانی کو اپنے بڑھاپے سے پہلے، اپنی صحت کو اپنے مرض سے پہلے، اپنے مال دار ہونے کو اپنی محتاجی سے پہلے، اپنی فراغت کو اپنی مصروفیت سے پہلے اور اپنی زندگی کو اپنی موت سے پہلے۔"

مذکورہ بالا آیات اور احادیث کے علاوہ بے شمار آیات اور احادیث ایسی ہیں جن سے بالکل واضح ہوتا ہے کہ انسان کو چاہیے کہ وہ اپنے وقت کو قیمتی سمجھے، ہمیشہ اس کو فائدہ مند اور نفع بخش چیزوں میں استعمال کرے، تاکہ نہ صرف یہ کہ اس کی اپنی حالت بہتر ہو بلکہ اپنے ساتھ رہنے والے دیگر لوگوں کی فلاح کا بھی سامان ہو۔ کبھی بھی بے مصرف کام یا فضول وقت ضائع نہیں کرنا چاہیے، ایسا کرنا نہ صرف انسان کی دنیاوی بلکہ اخروی زندگی کے بھی ضیاع کا باعث ہوگا۔

3. منصوبہ بندی کرنے، خرچ کرنے میں اعتدال و میانہ روی اور فضول خرچی سے بچنے کی تعلیم دینا

شریعت میں بے شمار ایسی مثالیں موجود ہیں جن سے معلوم ہوتا ہے کہ کسی بھی معاشرے کے اقتصادی استحکام کے لیے ضروری ہے کہ وہ اقتصادی منصوبہ سازی ہو، خرچ کرنے میں اعتدال ہو، فضول خرچی اور بے جا خرچ کرنے سے اجتناب ہو۔ حضرت

یوسف علیہ السلام کے زمانے میں پڑنے والا قحط، قحط سے نبرد آزما ہونے کے لیے منصوبہ بندی، قحط کے دوران اعتدال اور میانہ روی، اور دیگر بے شمار حکمت عملیاں ہمیں انتہائی بہتر اقتصادی پالیسی سکھاتی ہے۔

آپ ﷺ نے ایک نیک تاجر کے لیے جو فضائل بیان کیے ہیں اس سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ تجارت کرنا نہ صرف یہ کہ انسان کی زندگی کو بہتر کرتا ہے بلکہ اس سے یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اقتصادی طور پر مستحکم ہونا شریعت کے مقاصد میں سے ایک مقصد ہے۔ آپ ﷺ کا ارشاد ہے: **((التاجر الصدوق الامین مع النبیین، والصدیقین والشهداء))** [26] ”سچا اور امانت دار تاجر (قیامت کے دن) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا“

تاہم مال کمانے کی تربیت کے ساتھ فضول خرچی، بے جا خرچ، ذخیرہ اندوزی اور ان جیسی وہ تمام چیزیں جو معاشرے میں معاشی بگاڑ پیدا کرتی ہیں، ان سے بچنے کی بھی ترغیب دینی چاہیے۔ آج کل یہ تو سکھایا جاتا ہے کہ مال انسانی زندگی کے لیے نہایت ضروری ہے لیکن اس مال کا غلط استعمال معاشرے کے لیے کس قدر نقصان دہ ہے اس پر شاید ہی کہیں بات کی جاتی ہے۔ پس معاشی استحکام کے لیے ضروری ہے کہ مال کمانے کا طریقہ سکھایا جائے اور اس کا خرچ کرنا بھی سکھایا جائے۔

نتائج بحث

1. عالمی سروے کی رپورٹ کو سامنے رکھتے ہوئے پاکستان کی حالت تسلی بخش نہیں ہے، گزشتہ کئی دہائیوں سے دنیا کے دیگر ممالک کے مقابلے میں پاکستان انتہائی نچلے درجہ پر ہے بلکہ اپنے خطے میں بھی مرد و عورت کے مابین امتیازی سلوک میں انتہائی ابتر حالت پر موجود ہے۔

2. اسلام نے بے روزگاری کا مقابلہ کیا اور فرد اور معاشرے پر اس کے منفی اثرات کو تسلیم کرتے ہوئے انسانوں کو کام کرنے کی ترغیب دی۔

3. خواتین کو معاشی طور پر بااختیار بنانے کے حوالے سے معاشرے میں مختلف نظریات پائے جاتے ہیں۔ تاہم، اس معاملے کی میں یہ ذہن نشین رہنا چاہیے کہ عورت کا معاشی استحکام ان حقوق میں سے ایک ہے جو اسلام نے ہر عورت کو عطا کیے ہیں، اجرت میں دونوں کے برابر حقوق ہیں، کسی بھی قسم کا امتیازی سلوک اسلام کی تعلیمات کے بالکل بھی موافق نہیں ہے۔

4. اسلام نے عورتوں کو مردوں کی طرح معاشی آزادی دی ہے، مرد و عورت کا نکاح کے بندھن میں بندھ جانے کے بعد بھی ان کے درمیان معاہدہ کی آزادی اور ان میں سے ہر ایک کے پاس جو کچھ ہے اس کے مالیاتی اختیار کے حوالے سے برابری کا اصول قائم کیا ہے۔

5. عورت کے معاشی استحکام میں مختلف قسم کی رکاوٹیں ہیں جن میں سے چند رکاوٹیں ذاتی، کچھ سماجی و ثقافتی اور معاشرتی ہیں، اسی طرح کچھ رکاوٹیں سسرالی ماحول اور دیگر مجبوریوں کی وجہ سے ہوتی ہیں۔

6. معاشرے میں اس عورت کو بااختیار بنانے والی سوچ کو تقویت دے کر مسلم قوم کو معاشی طور پر بااختیار بنایا جا سکتا ہے۔ مساوات اور شراکت کے تصورات کو فروغ دیا جائے، بعض منفی معاشرتی اثرات کے اثر کو ختم کیا جائے، اور شرعی روایات، رسوم ورواج اور اصولوں کو ہم آہنگ بناتے ہوئے غیر شرعی اور غیر انسانی رسومات کا خاتمہ کیا جائے۔

☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆☆

حوالہ جات

[1] Malhotra, Anju. *Understanding and Measuring Women's Economic Empowerment* (Washington, DC: International Center for Research on Women, 2011), https://www.icrw.org.

[2] Economic and Social Commission for Western Asia (ESCWA). *Addressing the Barriers to Women's Economic Participation in the ESCWA Region* (New York: United Nations, 2012).

[3] یہ تمام ڈیٹا گلوبل جینڈر گیپ (2015-2022) سے لیا گیا ہے۔

[4] World Economic Forum. *Global Gender Gap Report 2015, 10th Anniversary Edition* (Geneva: World Economic Forum, 2015), 27.

[5] World Economic Forum. *Global Gender Gap Report 2022, Insight Report* (Geneva: World Economic Forum, July 2022), 6.

[6] World Economic Forum, *Global Gender Gap Report 2022, Insight Report*, 22.

[7] Al-Nisā', 4:32.

[8] Al-Nisā', 4:4.

[9] Al-Baqara, 2:282.

[10] "Tafṣīl ke liye Mulāḥaẓa Far māyen: Āl 'Imrān, 3:195; Al-Naḥl, 16:97; Al-Ḥujurāt, 13:49; Al-Bukhārī, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 2000), 1:23, Ḥadīth No. 30; Ibn Māja, *Sunan Ibn Māja* (Bayrūt: Dār al-Fikr, 2000), 3:154, Ḥadīth No. 2431; Al-Bukhārī, *Al-Jāmi' al-Ṣaḥīḥ*, 2:460, Ḥadīth No. 3451; Ibn Māja, *Sunan Ibn Māja*, 3:147, Ḥadīth No. 2417. Is ke 'Ilāwa bhi Be-Shumār Āyāt wa Aḥādīth Maujūd Hain jo Qur'ān Karīm aur Aḥādīth kī Kitābōn mein Mulāḥaẓa kī Jā Saktī Hain."

[11] Al-Naḥl, 16:97.

[12] Al-Nisā', 4:19.

[13] Al-Isrā', 17:31.

[14] Al-Aḥzāb, 33:33.

[15] Al-Tirmidhī, Muḥammad ibn ʻĪsā. *Sunan al-Tirmidhī*, Kitāb al-Manāqib, Bāb fī Faḍl al-Shām wa al-Yaman (Bayrūt: Dār al-Fikr, 2000), Ḥadīth No. 3955.

[16] Al-Bukhārī, Muḥammad ibn Ismāʻīl. *Al-Jāmiʻ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Jihād, Bāb Ḥaml al-Zād fī al-Ghazw (Bayrūt: Dār al-Fikr, 2000), Ḥadīth No. 2979.

[17] Muslim ibn al-Ḥajjāj. *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Salām, Bāb Jawāz Irdāf al-Mar'a al-Ajnabīya idhā Aʻyat fī al-Ṭarīq (Bayrūt: Dār al-Fikr, 2000), Ḥadīth No. 5692.

[18] Muslim ibn al-Ḥajjāj, *Ṣaḥīḥ Muslim*, Kitāb al-Ṭalāq, Bāb Jawāz Khurūj al-Muʻtadda al-Bā'ina wa al-Mutawaffa ʻanhā Zawjuhā fī al-Nahār li-Ḥājatihā, Ḥadīth No. 3721.

[19] Al-Bukhārī, *Al-Jāmiʻ al-Ṣaḥīḥ*, Kitāb al-Dhabā'iḥ wa al-Ṣayd, Bāb Dhabīḥat al-Mar'a wa al-Ama, Ḥadīth No. 5504.

[20] Al-Kahf, 18:30.

[21] Al-Isrā', 17:53.

[22] Al-Albānī, Nāṣir al-Dīn. *Silsilat al-Aḥādīth al-Ṣaḥīḥa*, Kitāb al-Buyūʻ wa al-Kasb wa al-Zuhd, Bāb Har Kām ʻUmdagī ke Sāth Saranjām Dīnā Chāhiye (Bayrūt: Dār al-Fikr, 2000), Ḥadīth No. 1133.

[23] Ibrāhīm, 14:33–34.

[24] Al-Fajr, 89:1–2; Al-Layl, 92:1–2; Al-Ḍuḥā, 93:1–2; Al-ʻAṣr, 103:1–3

[25] Al-Tirmidhī, *Sunan al-Tirmidhī*, Ḥadīth No. 2021.

[26] Al-Tirmidhī, *Sunan al-Tirmidhī*, Ḥadīth No. 1209.